محمد حنیف ندوی

خوارج کے عقائد

خوارج کا علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے کفر پر اجماع ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے غیر اللہ کو حکم تسلیم کیا۔ لیکن اس معاملہ میں اختلاف رائے ہے کہ ان کا کفر شرک ہے یا نہیں۔

ان کا اس مسئلہ میں بھی اتفاق رائے ہے کہ ہر کبیرہ گناہ کفر ہے۔ سوا نجدات کے کہ یہ لوگ اس کے قائل نہیں۔ اس بات پر بھی نجدات، یا اصحاب نجدہ کے سوا سب متفق ہیں کہ مرتکب کبیرہ، کو عذاب دائمی سے دوچار ہونا ہوگا۔

ان میں کا پہلا شخص جس نے اختلاف پیدا کیا" نافع بن الازرق الحنفی" ہے۔ اس کے اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ اس نے قاعدین سے اظہار برأت کیا۔ اور اس شخص کو مستوجب سزا گردانا جس نے مقابلہ کی نیت سے اس کے لشکر کا قصد کیا۔ نیز جو ہجرت کر کے اس کے پاس نہ آیا اس کی بھی اس نے تکفیر کی۔ کہا جاتا ہے کہ اوّل اوّل یہ بات کہنے والا 'عبد اللہ الکبیر' ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس متبدعانہ قول کو رواج دینے والا 'عبداللہ بن الوفین' ہے کہتے ہیں کہ نافع نے ابتدا میں اس کی مخالفت کی۔ اور اس سے اظہار برأت کیا۔ لیکن جب عبداللہ بن الوفین مرگیا تو نافع نے یہی رائے اختیار کر لی، اور سمجھا کہ حق اسی کی طرف تھا۔ اس نے جب اس کی مخالفت کی تو اس مخالفت کو کفر نہیں سمجھا۔ اور نہ ان لوگوں کو کافر کہا جنھوں نے عبداللہ کی موت سے پہلے عبداللہ کی مخالفت کی تھی۔ لیکن اس کے بعد جن لوگوں نے مخالفت کی ان کو کافر ٹھہرایا۔

ازارقہ، اپنے اُن اسلاف خارجیوں سے اظہار برأت نہیں کرتے جنھوں نے کہ قاعدین سے دوستی اور ولا کو جائز رکھا۔ حالانکہ یہ حق کی حمایت میں نہیں تھا۔ اور نہ اپنے اسلاف خارجیوں

سے اس بنا پر اظہار برأت کرتے ہیں کہ انھوں نے ان کو کافر نہیں کہا۔ اور ان لوگوں کو عقوبت کا مستحق نہیں گردانا کہ جو ان سے کٹ کر، مخالفین سے جا ملے۔ ان کا عذر اس سلسلہ میں یہ ہے کہ یہ حقیقت ہم پر تو کھلی ہے مگر ہمارے اسلاف پر مخفی رہی۔

ازارقہ کہتے ہیں کہ ہر ہر کبیرہ گناہ کفر ہے، اور یہ دار، دار الکفر ہے۔ اس دار سے ان کی مراد مخالفین کا دار ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے ہر ہر معصیت کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ علی کی یہ لوگ تحکیم کے مسئلہ میں تکفیر کرتے ہیں۔ اسی طرح ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص حکمین کو کافر سمجھتے ہیں۔ قتل اطفال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں خیال کرتے۔

ازارقہ نے زمام قیادت "قطری بن الفجارۃ" کے ہاتھ میں دے رکھی تھی۔ لیکن یہ جب لڑائی کے سلسلہ میں باہر جاتا تو بنی تمیم کے ایک صاحب کو اپنا نائب مقرر کر جاتا۔ اس کے مزاج میں قدرے سختی تھی۔ جس سے یہ نالاں تھے۔ انھوں نے اس کی شکایت کی تو اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں اس کو اپنا نائب نہیں بناؤں گا۔ پھر اس کو ایک لڑائی کے سلسلہ میں باہر جانا پڑا۔ اس کی غیر حاضری میں اسی شخص نے فجر کی نماز پڑھائی۔ اس پر انھوں نے قطری سے گلا کیا اور کہا، کیا تم نے اس کو نائب نہ مقرر کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ یہی نہیں اس پر انھوں نے اس کو برا بھلا بھی کہا۔ برا بھلا کہنے والے "عمرو القعقا"، "عبیدہ بن ہلال"، "عبداللہ الصغیر"، اور "عبداللہ الکبیر" تھے۔ قطری نے کہا "کیا تم ایسے کفار کی حیثیت سے آئے ہو کہ جو مباح الدم ہوں"

اس کے جواب میں، صالح بن مخراق کھڑا ہوا۔ اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور ان تمام مقامات کی تلاوت کی اور سجدہ کیا، جہاں جہاں سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور پھر کہا۔ کیا ہم تمھیں کافر نظر آتے ہیں؟ تمھیں اپنے قول سے تائب ہونا چاہیے۔

اس کے جواب میں اس نے کہا۔ میں نے تو یہ بات تمھیں محض سمجھانے کی غرض سے کہی تھی۔ لیکن یہ لوگ نہ مانے بلکہ اصرار کیا کہ تمھیں توبہ کرنا چاہیے اور اس بنا پر اس سے زمام قیادت چھین لی۔ قطری نے اس کے بعد طبرستان کا رخ کیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔

نافع نے جو اختلاف پیدا کیا اس کا سبب یہ تھا کہ یمن کی ایک عورت نے جو خوارج کی ہم عقیدہ تھی موالی میں سے ایک ایسے شخص سے شادی کرلی جو اس کا ہم خیال تھا۔ اس پر اس کے خاندان کے لوگوں نے ملامت کی اور کہا کہ تم نے اس شخص سے شادی کرکے ہمیں ذلیل کیا ہے۔ اس نے اس الزام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب اس کا خاوند آیا تو اس نے اس سے کہہ دیا کہ میرے گھر کے لوگوں کو میرے نکاح کا علم ہوگیا ہے اور اس پر وہ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے اپنے عزیزوں میں سے کسی سے شادی کرنے پر مجبور کریں گے۔ لہذا تمھیں میری تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا۔ یا تو ہجرت کرکے نافع کے لشکر میں شریک ہو جا۔ تاکہ تو مسلمانوں کے دارہ امن میں رہے۔ یا مجھے جہاں کہیں تو چاہے چھپا دے۔ اور یا پھر میرا پیچھا چھوڑ دے۔

اس نے اس تیسری تجویز کو مان لیا۔ اور اس کو قید نکاح سے آزاد کر دیا۔

اس کے بعد اس کے خاندان کے لوگوں نے مجبور کرکے اس کے ابن عم سے اس کو بیاہ دیا۔ جو اس کا ہم عقیدہ نہیں تھا۔ جن لوگوں نے یہ بات دیکھی تھی، انھوں نے نافع بن الازرق کو لکھ کر اس صورت حالات سے مطلع کیا اور مسئلہ پوچھا کہ آیا یہ جائز ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ عورت اور مرد دونوں کے لیے جائز نہیں تھا کہ ہجرت سے پہلے یہ آپس میں نکاح کرتے کیونکہ انھیں چاہیے تھا کہ سب سے پہلے یہ ہجرت کرکے ہم سے آملتے۔ اس لیے کہ آج ہماری وہی حیثیت ہے جو مہاجرین مدینہ کی تھی۔ اس بنا پر کسی مسلمان کا ہم سے الگ تھلگ اور پیچھے رہنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح کہ مہاجرین مدینہ سے پیچھے رہنا ناجائز تھا۔

سوا چند لوگوں کے نافع بن الازرق اور اس کے اہل لشکر نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

نافع کے پیرو کاروں نے اہل تقیہ سے اظہار برأت کیا۔ اور کئی بدعات جاری کیں۔ من جملہ ان بدعات کے ایک رجم کو حرام قرار دینا ہے۔ اسی قبیل سے ان کا یہ قول ہے کہ ہم خدا کو گواہ ٹھہرا کر یہ کہتے ہیں کہ جس نے دار الہجرۃ (یعنی خوارج کے دیار) میں اسلام کا اظہار کیا اس پر

اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ انھوں نے اس امانت میں خیانت کی اجازت دی کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے شادی شدہ مسلمان کے بارہ میں قذف کے مرتکب پر حد قائم کرنے سے انکار کیا۔ ہاں شادی شدہ عورتوں کے بارہ میں البتہ قذف کو لائق حد ٹھہرایا۔ ان کا یہ بھی قول ہے کہ جس کسی نے بھی اس وقت سے لے کر کہ اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا تھا، اس وقت تک قتال سے ہاتھ روکا، اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔

ازارقہ کا عقیدہ ہے کہ مشرکوں کے بچے بھی جہنم میں جائیں گے۔ اور ان کا حکم بھی وہی ہے جو ان کے آبا کا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے بچوں کا بھی وہی معاملہ ہے جو ان کے آبا کا ہے۔

ازارقہ کی یہ بھی رائے ہے کہ جو شخص دارالکفر میں اقامت اختیار کرتا ہے وہ کافر ہے اس کے لیے ہجرت کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔

اور یہاں سے نجدیہ کے عقیدہ کا آغاز ہوتا ہے۔

پھر نجدہ بن عامر الحنفی یمامہ میں ایک جماعت کی معیت میں نکلا۔ اور ازارقہ کے پاس آیا۔ یہ ان سے ملنا چاہتا تھا۔ نافع کے لشکر میں سے ایک گروہ نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بتایا کہ نافع نے کن کن بدعات کو فروغ دیا ہے۔ اور یہ کہ، یہ ان بدعات سے بیزار ہیں۔ اور اس وجہ سے اس سے الگ ہو گئے ہیں۔ انھوں نے نجدہ کو اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی۔ اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ نجدہ ان کے ہاں ایک عرصہ تک مقیم رہا۔ پھر اس نے "اہل قطیف" کی طرف ایک فوجی دستہ روانہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو ان کا سربراہ ٹھہرایا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، عورتوں کو اسیر بنایا۔ اور مال لوٹا۔ ابن نجدہ اور اس کے ساتھیوں نے ان اسیر عورتوں پر قبضہ جمایا۔ اور ان عورتوں کی قیمت کا اپنے حصۂ غنیمت کے اعتبار سے اندازہ لگایا۔ اور کہا کہ اگر تو ان کی قیمت اتنی ہی نکلی جتنی غنیمت کے ہم مستحق ہیں، جب تو ٹھیک ہے ورنہ زیادت ہم ادا کر دیں گے۔ اس طرح انھوں نے تقسیم سے

پہلے ہی ان سے نکاح کر لیا۔ اور غنائم میں سے باقاعدہ بٹنے سے پیشتر کھا پی لیا۔ پھر یہ نجدہ کے ہاں آ گئے۔ اور اس کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ نجدہ نے کہا، جو کچھ تم نے کیا ہے یہ تمھارے لیے مناسب نہیں تھا۔

انھوں نے جواب میں کہا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ ناجائز ہے۔ نجدہ نے ان کے جہل کی بنا پر ان کو معذور قرار دیا۔ اس پر اس کے ساتھیوں نے اس کی متابعت کی۔ اور جہالت کو شرعی عذر تسلیم کر لیا۔ انھوں نے کہا۔ دین دو باتوں سے تعبیر ہے۔ ان میں ایک تو اللہ کی معرفت ہے۔ اس کے رسل اور انبیاء علیہم السلام کو پہچاننا ہے۔ اور مسلمانوں کے خون، مال اور غصب کو حرام سمجھنا ہے۔ اور ان ساری چیزوں پر ایمان رکھنا ہے جو اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس حد تک ماننا تو واجب ہے۔ اس کے سوا جو مسائل ہیں ان کے بارہ میں لوگوں کو بر بنائے جہالت معذور سمجھنا چاہیے۔ ہاں اگر حلال کی تمام تفصیلات بیان کر دی جائیں اور حجت قائم ہو جائے تو پھر یہ عذر مسموع نہیں ہو گا۔

اور اگر کوئی شخص بر بنائے اجتہاد ایسی شئے کو حلال قرار دیتا ہے، جو ہو سکتا ہے کہ حرام ہو۔ تو اس کو بھی، جیسا کہ فقہاء اہل اجتہاد کے بارہ میں کہتے ہیں معذور جاننا چاہیے۔

ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ مجتہد مخطی فی الاحکام کو حجت قائم ہونے سے پہلے عذاب کا مستحق گردانتے ہیں وہ کافر ہیں۔ ان کا یہ بھی قول ہے کہ جو شخص ان کی طرف ہجرت کر کے آملنے میں جھجک اور ثقل محسوس کرتا ہے وہ منافق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ان لوگوں کو مباح الدم سمجھتے ہیں اور ان کے اموال کو لوٹ لینا جائز قرار دیتے ہیں جو "دار التقیہ" میں مقیم رہیں۔ نیز ان لوگوں سے اظہار برأت کرتے ہیں جو اس کی تحریم کے قائل ہیں۔ اور ان سے تو دو ولاء کا معاملہ روا رکھتے ہیں۔ جو ان کی رائے سے اتفاق رکھتے ہوں اگرچہ وہ حدود و خبایات کے مستحق ہوں۔

ان کا کہنا ہے کہ ہم ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے۔ اور اگر ایسا کرے گا تو عذاب کی یہ نوعیت آگ کے عذاب

سے مختلف ہو گی۔ اور یہ عذاب گناہوں کے مطابق ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہمیشہ اس عذاب میں نہیں رکھے گا۔ بلکہ پھر عذاب سے رستگاری عطا کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

اور ان کا کہنا ہے کہ جس شخص نے سرسری نظر سے کسی عورت کو دیکھا، یا معمولی جھوٹ بولا اور اس پر اصرار کیا تو وہ مشرک ہے۔ لیکن جس نے زنا کیا، چوری کا مرتکب ہوا، اور شراب پی لیکن اصرار نہیں کیا تو یہ مسلمان ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نجدہ کے پیروکاروں نے اس پر اس معاملہ میں غصہ کا اظہار کیا کہ بنی وائل کے ایک شخص نے اس سے ایک ایسے شخص کو قتل کر دینے کو کہا جو بجبر و اکراہ اس کے حلقہ میں داخل ہو گیا تھا لیکن نجدہ نے اسے ڈانٹ دیا۔

نجدہ کو عطیہ نے بھی ہدف غضب ٹھہرایا۔ اس لیے کہ اس نے اسے برو بحر میں جہاد کے لیے بھیجا اور جس کو صرف خشکی کا امیر حرب بنا کر بھیجا تھا اس کو اس سے افضل ٹھہرایا۔

اس پر اس کے ماننے والوں نے بھی اعتراض کیا کیونکہ اس نے حد خمر کو ساقط قرار دیا۔ فئی تقسیم کی اور مالک بن مسمع اور ساتھیوں میں بانٹ دی۔ سفارش کی بنا پر احکام نافذ کیے۔ اور عبدالملک بن مروان سے خفیہ خط و کتابت کی جس پر اس نے خوشنودی کا پروانہ عطا کیا۔ نیز بنت عثمان کو خریدا ان بدعات پر اس کے ساتھیوں نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جس کو اس نے مان لیا۔

اس کے بعد ایک گروہ کو توبہ کے مطالبہ پر ندامت ہوئی۔ اس نے کہا۔ ہم نے تم سے توبہ کا جو مطالبہ کیا تھا۔ وہ غلط تھا۔ اس لیے کہ تم امام ہو۔ ہاں ہم البتہ اس فعل پر تائب ہوئے ہیں۔ بنا بریں اگر تم اس سابق توبہ کو غلط جان کر پھر سے توبہ کرو۔ اور تمھارے وہ پیروکار بھی توبہ کریں۔ جنھوں نے تم سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا۔ جب تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تمھیں چھوڑ دیں گے۔ اس پر یہ لوگوں کے سامنے آیا، اور اپنی اس توبہ سے رجوع کیا۔ اس حرکت پر اس کے ماننے والوں میں پھر اختلاف رائے ابھرا۔ چنانچہ ایک گروہ نے اس بنا پر اس کی تکفیر کی کہ اس نے مطالبۂ توبہ کو تسلیم کر کے گویا امامت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

نجدہ پر لوگوں کا یہ اعتراض بھی تھا کہ اس نے اموال کو اغنیاء پر تو پھیلایا ہے مگر ان میں کے صاحب احتیاج اشخاص کو محروم رکھا ہے۔ ابو فدیک اور اس کے ساتھیوں نے اسی بنیاد پر اس سے اظہار برأت کیا۔ بلکہ ابو فدیک نے اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اب ان کے حلقوں میں اس کی بیعت کی گئی۔ نجدہ کے پیرو کاروں نے ابی فدیک کی اس حرکت پر تکفیر کی۔ نجدہ سے ولا کا اظہار کیا اور اس سے بیزار ہوئے۔ ابو فدیک نے عطیہ بن الاسود کو لکھا، جو نجدہ کا مؤید (؟) میں عامل تھا کہ اس نے بچشم خود نجدہ کی گمراہی کا مشاہدہ کیا۔ اور اس بنا پر اس کو قتل کیا۔ اور یہ کہ یہ خلافت پر اس سے زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

عطیہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم اور تمھارے ساتھی اس کی بیعت کریں۔ اس نے یہ بات نہ مانی۔ اس طرح دونوں میں ہر ایک نے دوسرے سے اظہار برأت کیا۔ دار الاسلام بہرحال ابی فدیک کے قبضہ میں رہا۔ لہذا سب نے اس کی اطاعت کا دم بھرا۔ سوا ان لوگوں کے کہ جنھوں نے نجدہ سے ولا کا عہد کر رکھا تھا۔ یوں یہ تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ "النجدیہ"، "العطویہ"، اور "الفدیکیہ"۔

"عطیہ بن الاسود الحنفی" اور اس کے پیرو کاروں نے جنھیں "العطویہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں کی۔ سوا اس کے کہ عطیہ نے نافع کے متبدعانہ اقوال کو برا سمجھا۔ اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔ اسی طرح جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے نجدہ کی حرکات پر بھی ملامت کی اور اس کو چھوڑ کر سجستان چلا گیا۔

"العطویہ" ہی میں "عبد الکریم بن عجرد" کے ماننے والوں کا شمار ہوتا ہے۔ انھیں "العجاردۃ" کہا جاتا ہے۔ یہ پندرہ فرقوں میں منقسم ہیں۔

۱۔ ان میں کا پہلا فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ بچوں کو جب وہ بالغ ہو جائیں باقاعدہ دعوت دینا

فرض ہے۔ اور بلوغت سے پہلے ان سے اس وقت تک اظہار برأت فرض ہے۔ جب تک کہ انھیں اسلام کی دعوت نہ دی جائے۔ اور وہ خود اس کی تعریف نہ کرنے لگے۔

۲۔ العجاردۃ میں دوسرا فرقہ "المیمونیہ" ہے۔

یہ مسئلہ قدر میں معتزلہ کا ہم نوا ہے۔ یہ گروہ یہ رائے رکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اعمال کی انجام دہی بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔ اور انھیں جملہ تکلیفات میں استطاعت سے نواز رکھا ہے۔ لہذا انھیں کفر و ایمان کے بارہ میں اختیار حاصل ہے۔ اور یہ کہ اعمال عباد میں اللہ کی مشیت حائل ہونے والی نہیں۔ نیز اعمال عباد اللہ کے پیدا کردہ نہیں۔ العجردیہ نے ان عقائد کی بنا پر ان سے اظہار برأت کیا اور انھیں میمونیہ کے لقب سے ملقب کیا۔

۳۔ تیسرا فرقہ العجاردۃ کا "الخلفیہ" ہے۔ یہ "خلف" نامی ایک شخص کے پیروکاروں سے تعبیر ہے۔ قدر کے مسئلہ میں یہ "المیمونیہ" سے علیحدہ ہو گئے۔ انھوں نے اثبات قدر کا دعویٰ کیا۔

۴۔ ان میں کا چوتھا فرقہ "الحمزیہ" کہلاتا ہے۔ یہ "حمزہ" نامی ایک شخص کے پیروکاروں کی طرف منسوب ہے۔

انھوں نے مسئلہ قدر میں المیمونیہ کی تائید کی۔ یہ پادشاہ کے خلاف اور جو اس کے احکام پر راضی ہو خصوصیت سے قتال کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ہاں جو ان کو نہ مانے اس کو قتل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ سوا اس صورت کے کہ ان کے خلاف بادشاہ کی مدد کرے۔ یا ان کے دین میں طعن کرے یا بادشاہ کا مددگار بن جائے۔ یا پادشاہ کے دلیل و رہنما کے طور پر کام کرے۔

زرقان سے مروی ہے کہ العجاردۃ میں "الحمزیہ" اہل قبلہ کے قتل کو جائز نہیں قرار دیتے۔ نہ یہ جائز قرار دیتے ہیں کہ چوری چھپے کسی کا مال چھین لیا جائے۔ بجز اس کے کہ لڑائی چھڑ جائے۔

۵۔ العجاردہ کا پانچواں فرقہ "الشعیبیہ" ہے۔ یہ اصحاب شعیب پر مشتمل ہے۔ شعیب نے میمون سے اور اس کے قول سے اظہار برأت کیا۔ اس کا کہنا تھا کوئی شخص بھی عمل کی استطاعت نہیں رکھتا الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا تقاضا ہو۔ اور انسان کے اعمال اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔

الشعیبیہ اور المیمونیہ میں اس نزاع کا سبب یہ ہے کہ میمون کی کچھ رقم شعیب کے ذمہ واجب الادا تھی۔ اس نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ شعیب نے جواب میں کہا اگر اللہ نے چاہا تو میں یہ رقم تمھیں ضرور دوں گا۔

میمون نے کہا۔ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ تم یہ رقم اسی وقت ادا کرو۔ شعیب نے جواب میں پھر کہا۔ اگر اللہ چاہتا تو میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ میں تمھیں یہ رقم دے دیتا۔

میمون نے کہا۔ اللہ وہی چاہتا ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور جس کا اس نے حکم نہیں دیا، وہ اس کی مشیت میں بھی داخل نہیں۔ اس سوال و جواب میں کچھ لوگوں نے میمون کی اطاعت کی۔ اور کچھ لوگوں نے شعیب کے موقف کو صحیح جانا۔ رفع نزاع کے لیے یہ عبدالکریم بن عجرد کی طرف رجوع ہوئے۔ اور میمون و شعیب دونوں کا موقف اسے لکھ بھیجا۔ یہ اس زمانے میں عبداللہ البجلی کی قید میں تھا۔ عبدالکریم نے جواب میں جو تحریر بھیجی وہ یہ تھی:

انا نقول ما شاء اللہ کان و ما لم یشاء لم یکن و لا نلحق باللہ سوءً۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اللہ نے چاہا وہ ہو کر رہا۔ اور جو اس نے نہیں چاہا، وہ نہیں ہوا۔
اور اللہ کے کاموں میں ہم کسی کو برابر کا دخیل نہیں سمجھتے۔

اس پر میمون نے دعویٰ کیا کہ جب اس نے ولا نلحق باللہ سوء کہا ہے۔ تو اس نے میری ہمنوائی کی ہے۔ شعیب نے کہا نہیں "ما شاء اللہ کان و ما لم یشاء لم یکن" کی تصریح میرے حق میں ہے۔

اس طرح سب نے عبدالکریم سے اظہار ولا کیا۔ لیکن آپس میں دونوں نے ایک دوسرے سے اظہار برأت کیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ عبدالکریم بن عجرد میمون جس کی طرف المیمونیہ کا انتساب ہے۔ یہ ایک ایسے آدمی سے تعبیر ہے جو اہل بلخ سے تعلق رکھنے والا ہے۔

ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ عبدالکریم کا تعلق اصحاب "ابی بیہس" سے تھا۔ اس نے اس کی مخالفت کی اور لونڈی کے بیع کے مسئلہ میں علیحدگی اختیار کر لی۔

الکرابیسی نے اپنی بعض کتابوں میں العجاردہ اور "المیمونیہ" کے بارہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اپنی پوتی، اور دوہیتی اور بھائی کی دوہیتی اور پوتی کا نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ نے صرف لڑکیوں، اور بھانجیوں اور بھتیجیوں ہی کو حرام ٹھہرایا ہے۔ ہم سے ان کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوگ سورۂ یوسف کو قرآن کا جزنہیں مانتے۔ مگر ہم اس الزام کی تردید نہیں کر پائے۔

۶۔ العجاردہ میں کا چھٹا فرقہ "الخازنیہ" ہے۔

یہ جس مسئلہ میں متفرد ہیں۔ وہ اثبات قدر ہے۔ اور یہ عقیدہ ہے کہ ولاء و عداوت اللہ تعالیٰ کی دو ذاتی صفات ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ان اعمال کے باوجود کہ جن پر یہ بتقاضائے تقدیر عمل پیرا ہونے والے ہیں، ولاء کے رشتوں کو قائم رکھتا ہے۔ اگرچہ ان میں اپنے احوال کے اعتبار سے مومن ہی ہوں۔

۷۔ العجاردۃ کا ساتواں فرقہ جسے "الخازمیہ" کا دوسرا فرقہ کہنا چاہیے "الملومیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

یہ جن باتوں میں تفرد لیے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات سے واقف نہیں ہے۔ وہ اس کے معاملہ میں جاہل ہے۔ اور یہ کہ افعال عباد مخلوق نہیں ہیں۔ اور استطاعت بندوں میں عین فعل کے وقت الحرتی ہے۔ اور فعل مشیت ایزدی کے تابع ہے۔

۸۔ العجاردۃ کا آٹھواں فرقہ "المجہولیہ" کہلاتا ہے۔ یہ "الخازمیہ" کا تیسرا فرقہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو جان لیا وہ اس کے بارہ میں جاہل نہیں رہا۔ یہ لوگ قدر کے قائل ہیں۔

۹۔ العجاردۃ کا نواں فرقہ "الصلتیہ" ہے۔ یہ "عثمان بن ابی الصلت" کے پیروکاروں سے تعبیر ہے۔

انھوں نے جس بات میں تفرد اختیار کیا وہ یہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب کسی شخص نے ہماری دعوت کو مان لیا۔ اور مسلمان ہو گیا تو ہمارے اس سے ولا کے رشتے قائم ہو گئے۔ لیکن اس کے

چھوٹے بچوں سے ہم برأت ہی کا اظہار کریں گے تاآنکہ یہ عمر رشد کو پہنچیں اور انھیں اسلام کی دعوت دی جائے اور یہ قبول کرلیں۔

۱۰۔ العجاردۃ کا دسواں فرقہ "الثعالبیہ" کہلاتا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ چھوٹے بچے چاہے کافروں کے ہوں چاہے مسلمانوں کے۔ ان کے لیے نہ ولا ہے اور نہ عداوت جب تک کہ یہ بالغ نہ ہوجائیں۔ اس صورت میں انھیں اسلام کی دعوت دی جائے گی۔ اس کے بعد اس کا ماننا یا نہ ماننا ان کے اختیار میں ہے۔

ثعلبہ ابتدا میں "عبدالکریم" ہی کا ہم نوا تھا۔ لیکن اطفال کے مسئلہ نے ان دونوں میں اختلاف پیدا کر دیا۔

۱۱۔ العجاردۃ کا گیارھواں فرقہ جسے ثعالبہ کا پہلا فرقہ کہنا چاہیے "الاخنسیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

یہ لوگ ان تمام اشخاص کے بارہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔ جو دارالتقیہ میں مسلمان اور اہل قبلہ کی حیثیت سے رہ رہے ہوں۔ ہاں اگر کسی شخص کا اہل ایمان ہونا معلوم ہو جائے تو اس بنا پر اس سے ولا و محبت کے تعلقات استوار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا کافر ہونا معلوم ہو جائے تو اس وجہ سے اس سے اظہار برأت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دھوکے سے کسی شخص کو مار ڈالنا یا چوری چھپے قتل کر دینا حرام ہے۔

اسی طرح یہ اہل قبلہ میں سے کسی باغی یا فسادی کو بغیر دعوت اصلاح دیے قتل کر دینا ناجائز سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر کسی شخص کے بارہ میں انھیں ذاتی علم ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ "الثعلبیہ" نے ان سے اظہار برأت کیا۔ انھیں "الاخنسیہ" اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس مسلک کی طرف دعوت دینے والے کا نام "الاخنس" تھا۔

۱۲۔ العجاردۃ کا بارھواں فرقہ جو "الثعالبہ" کا دوسرا فرقہ ہے "المعبدیہ" کہلاتا ہے۔

انھوں نے جس مسئلہ میں تفرد اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اگر ان کے غلاموں میں سے کوئی

مالدار ہو جائے تو اس سے زکوٰۃ وصول کرنا چاہیے۔ اور مفلس و نادار ہو جائے تو اس کو زکوٰۃ میں سے کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔

پھر انھوں نے محسوس کیا کہ ان کی یہ رائے غلط ہے۔ مگر جس شخص نے اس پر عمل کیا اس سے انھوں نے اظہار برأت نہیں کیا۔ اس پر معبد نامی ایک شخص نے ان سے کہا کہ اگر تم اس سے اظہار برأت نہیں کرتے تو نہ سہی ہم اس کو معاف کرنے والے نہیں۔" الثعالبہ" نے اس بنا پر اس سے اور اس کے ہم نواؤں سے اظہار برأت کیا۔

۱۳۔ "العجاردۃ" کا تیرھواں فرقہ جو "الثعالبہ" کا تیسرا فرقہ ہے۔ "الشیبانیہ" کہلاتا ہے۔ یہ "شیبان بن سلمہ" کے پیروکاروں پر مشتمل ہے۔ اس نے ابو مسلم کے زمانہ میں خروج اختیار کیا اور اس کے مددگاروں میں شمار ہوا۔

ان کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ابو مسلم وغیرہ کی معاونت کے سلسلہ میں جن نئے نئے کارناموں کو انجام دیا۔ ان سے خوارج نے اظہار برأت کیا۔ پھر جب شیبان مارا گیا تو کچھ لوگ آئے اور انھوں نے یہ کہا کہ شیبان اپنے کیے دھرے پر نادم تھا۔ اور اس نے توبہ کر لی تھی۔ لیکن ثعالبہ نے توبہ قبول کر لینے سے انکار کیا اور کہا: شیبان کے نئے کارنامے یہ تھے کہ اس نے مسلمانوں کو قتل کیا۔ ان کا مال سمیٹا، اور مارا۔ اب اگر تم اس کی توبہ کو " دار العلانیہ" سے پیش کرتے ہو تو ہم کسی قاتل کی دار العلانیہ میں اس وقت تک توبہ قبول نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ مقتول کا دلی اسے معاف نہ کر دے اور ہم ایسے شخص کی توبہ قبول کر لینے سے قاصر ہیں۔ جس نے مسلمانوں کو مارا اور قتل کیا۔ جب تک اس سے قصاص نہ لے لیا جائے۔ یا معاف نہ کر دیا جائے۔ اور جب تک جو مال اس نے غصب کیا ہے وہ مستحقین پر لوٹا نہ دے۔ ظاہر ہے کہ شیبان نے ان میں سے کسی بات پر بھی عمل نہیں کیا۔

اور اگر تمھارا موقف یہ ہو کہ تم " دار البقیہ" سے توبہ نامہ پیش کر رہے ہو تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ اس کا ادعا ظاہر تھا۔ اور اس کی دعوت بھی علانیہ اور بلا کسی احساس خوف کے جاری تھی۔

یہاں تک کہ وہ مارا گیا۔

کچھ لوگوں نے اس کی توبہ کو قابل پذیرائی خیال کیا۔ یہ الشیبانیہ کہلائے۔ اور جن لوگوں نے ثعلبیہ کی بات کو صحیح جانا ان کو "الزیادیہ" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن "الثعلبیہ" کا فقیہ اور رئیس تھا۔ ثعلبیہ کا یہی گروہ ایسا تھا جو تعداد میں زیادہ تھا۔ اور جمہور کی نمائندگی کرتا تھا۔

۱۴۔ العجاردۃ کا چودھواں فرقہ جو 'الثعالبہ' کا چوتھا فرقہ ہے 'رُشیدیہ' کے لقب سے ملقب ہے۔

انھوں نے جس مسئلہ میں تفرد کو اپنایا وہ یہ تھا کہ جن زمینوں کو چشمے اور نہریں سیراب کریں یہ ان میں سے زکوٰۃ بقدر نصف عشر کے نکالتے تھے۔ پھر انھوں نے اس مسئلہ سے رجوع کر لیا اور اس کی اطلاع زیاد بن عبدالرحمٰن کو پہنچا دی۔ اس نے اس کا جواب بھجوا دیا۔ اور پھر جب ان کے ہاں آیا تو اس نے بتایا کہ ایسی زمینوں پر زکوٰۃ نصف عشر نہیں۔ عشر ہے۔ عشر ہے لیکن جن لوگوں نے اس معاملہ میں غلطی کا ارتکاب کیا ہے ان سے اظہار برأت جائز نہیں۔

اس پر ان میں کے ایک شخص رُشید نامی نے کہا کہ اگر اس مسئلہ میں اتنی گنجائش موجود ہے کہ ہم ان لوگوں سے اظہار برأت نہ کریں تو پھر ہم انہی کے طریق عمل کو اختیار کریں گے۔ چنانچہ یہ شخص اور اس کے ماننے والے اسی پہلے عمل پر قائم رہے۔ الثعالبہ نے ان لوگوں سے اظہار برأت کیا۔ اور ان کو "العشریہ" کے نام سے موسوم کیا۔

۱۵۔ العجاردۃ کا پندرھواں فرقہ جس کو الثعالبہ کا پانچواں فرقہ کہنا چاہیے "المکرمیہ" ہے جو 'ابی مکرم' کے پیروکاروں پر مشتمل ہے۔

ان لوگوں نے جس مسئلہ میں تفرد اختیار کیا وہ یہ تھا کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔ لیکن یہ کفر ترکِ صلوٰۃ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے ترک صلوٰۃ کر کے اللہ کے معاملہ میں جہل کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح تمام کبائر کے بارہ میں ان کی یہی رائے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس

شخص نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے متعلق جہل اختیار کیا، اور اسی جہل کے سبب مستوجب کفر قرار پایا یعنی ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے یہ کافر نہیں ہوا بلکہ جہل کی وجہ سے کافر ہوا۔ یہ موافات کے بھی قائل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ولاد تودد کے رشتے ان اعمال کی بنا پر استوار نہیں کرتا جن کو وہ فی الحال انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ ان اعمال کی بنا پر ولاء دوستی کے تعلقات قائم کرتا ہے جن کو وہ آئندہ زندگی میں انجام دینے والے ہیں۔ الثعالبہ نے ان سے اظہار برأت کیا ہے۔

الثعالبہ کا چھوٹے بچوں کے بارہ میں یہ قول ہے کہ وہ بھی باپ کے عذاب میں شریک ہوں گے کیونکہ وہ بھی 'اباء' کا رکن اور حصہ ہیں۔

خوارج کا ایک گروہ "الفدیکیہ" تھے جو اصحاب 'ابی فدیک' پر مشتمل ہے۔

ان کے تفردات میں سے ہمیں صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ انھوں نے 'نافع' اور 'نجدہ' کی رہبرانہ حیثیت کو تسلیم نہیں کیا۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے کہہ چکے ہیں۔

خوارج میں کا ایک گروہ "الصفریہ" کہلاتا ہے۔ یہ "زیاد بن الاصفر" کے پیرو کاروں سے تعبیر ہے۔ یہ لوگ "الازارقہ" سے اس مسئلہ میں اتفاق رائے نہیں رکھتے کہ چھوٹے بچوں کو عذاب ہوگا۔ ان کے نزدیک یہ بات ناجائز ہے۔

کہا جاتا ہے کہ "الصفریہ" دراصل "عبیدہ" کی جانب منسوب ہیں جس نے نجدہ کی مخالفت کی تھی اور یمامہ سے لوٹ آیا تھا۔

چنانچہ جب نجدہ نے اہل بصرہ کو مابہ النزاع مسئلہ سے مطلع کیا تو عبیدہ اور عبداللہ بن اباض باہم جمع ہوئے اور نجدہ کے مکتوب پر غور کیا۔ اس پر عبداللہ بن اباض نے جو رائے ظاہر کی اس کو ہم عنقریب بیان کریں گے۔ "عبیدہ" نے یمامہ کے خوارج کے مسلک کی تائید کی۔

یعنی یہ کہ ان کے مخالفین مشرک ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنا چاہیے جو آنحضرتؐ نے ان اہل حرب سے روا رکھا کہ جنھوں نے آپؐ سے جنگ کی۔

خوارج کے باب میں اصل اور مستند قول الازارقہ، الاباضیہ، الصفریہ اور النجدیہ کا ہے۔ باقی تمام فرقے باستثناء الازارقہ، الاباضیہ اور النجدیہ الصفریہ کی شاخیں ہیں۔

خوارج میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایسے اعمال جن پر حد لگے۔ ان کی بنا پر مرتکبین کو اس نام سے موسوم نہیں کیا جائے گا یعنی قاذف یا زانی نہیں کہا جائے گا۔ لیکن جن اعمال کے مرتکبین پر حد کی تعیین نہیں ہے جیسے ترک صلوٰۃ یا ترک صوم، ان کو البتہ کافر کہا جائے گا۔ ان دونوں صورتوں میں ان لوگوں نے ان مرتکبین پر لفظ ایمان کا اطلاق نہیں کیا۔

خوارج میں کا ایک گروہ "الاباضیہ" ہے۔

ان میں کا پہلا فرقہ "الحفصیہ" کہلاتا ہے اس لیے کہ ان کا امام حفص بن ابی المقدام ہے۔ اس کا یہ خیال تھا کہ شرک و ایمان کے اطلاق میں اللہ کی معرفت حائل ہے۔ چنانچہ جس شخص نے اللہ کی معرفت حاصل کی، اور اس کے ماسوا رسول، جنّت، دوزخ ہر شئی کا انکار کیا اور تمام جنایت کا ارتکاب کیا، یعنی قتل کیا۔ زنا کو حلال سمجھا۔ اور تمام محرمات نکاح کے ساتھ بدفعلی کو جائز ٹھہرایا۔ ایسا شخص کافر تو ہے مگر مشرک نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے کھانے پینے کی تمام حرام اشیاء کا استعمال کیا وہ کافر تو بلاشبہ ہے لیکن الزام شرک سے بری ہے۔ اور جس شخص نے اللہ کے معاملہ میں جہل اختیار کیا اور انکار کیا وہ البتہ مشرک ہے۔

حفص کے اس عقیدہ سے الاباضیہ کی اکثریت نے اظہار بیزاری کیا۔ سوا ان چند لوگوں کے جنھوں نے اس کی امامت کی تصدیق کی۔

عثمانؓ کے معاملہ میں یہ لوگ اسی طرح تاویل سے کام لیتے ہیں جس طرح شیعہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے

ہیں۔ علیؓ کے متعلق اس کی یہ رائے تھی کہ وہ وہی حیران و ششدر شخص ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے،

کالذی استہوتہ الشیاطین فی الارض حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا۔

اس کی رائے میں اصحاب سے مراد یہاں اہل نہروان ہیں۔ یہ علیؓ کو قرآن کی اس آیت کے مصداق بھی قرار دیتا تھا؛

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیاۃ الدنیا ۔

عبدالرحمٰن ملجم اس کے نقطہ نظر سے اس آیت قرآنی کا مصداق تھا؛

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ ۔

اس کے بعد اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل توحید کے ساتھ وابستہ ہے۔ سو جس شخص نے ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔

۲۔ ان میں کا دوسرا فرقہ "الیزیدیہ" ہے۔ ان کا امام یزید بن انیسہ تھا۔

ان لوگوں کا کہنا تھا کہ ہم ان تمام اشخاص سے ولاء کے قائل ہیں جنھوں نے پہلے پہل کھلم کھلا مطالبہ کیا۔ بعد کے اہل احداث و بدعات سے ہم بیزار ہیں۔ اور ہم تمام "الاباضیہ" سے ولاء و دوستی رکھتے ہیں۔ ان کی رائے میں یہ سب کے سب مسلمان تھے۔ سوا ان اشخاص کے جن تک ہماری دعوت پہنچی اور انھوں نے انکار کیا۔ یا جو ہماری جماعت سے نکل گیا۔

تکفیر و تشریک کے مسئلہ میں انھوں نے "الحفصیہ" سے اختلاف کیا۔ اور وہی بات کہی جمہور جس کے قائل ہیں۔

"یمان بن رباب" کا بیان ہے کہ یزید بن انیسہ کے پیرو کار تشریک کے قائل تھے۔ یزید بن انیسہ نے تحکیم کا مطالبہ کرنے والے جس اولین گروہ سے اظہار ولاء و تودد کیا۔ وہ وہ لوگ ہیں جو نافع سے پہلے کے ہیں۔ اس کے بعد کے لوگوں سے اس نے اظہار برأت کیا ہے۔ اس

کے نزدیک ہر شخص پر، مختلف گروہوں میں تقسیم ہوجانے کے بعد باہمی جدال و قتال حرام ہے۔ ہاں، اس شخص سے البتہ لڑائی ہوگی جس نے ان کی دعوت کو جھٹلایا۔ اور تردید کا مرتکب ہوا۔ اس کا یہ بھی گمان تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ عجم سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اور اس پر آسمان سے ایک ایسی کتاب نازل کرے گا۔ جو آسمان ہی پر لکھی بھی گئی ہے۔ اور وہ بھی جملۂ واحدہ کی صورت میں۔ ان افکار کی بنا پر اس نے آنحضرتؐ کی شریعت کو چھوڑ دیا اور اس کے سوا دوسری شریعت اختیار کی۔

اس کا یہ بھی گمان تھا کہ اس نبی کی ملت 'صابئین' پر مشتمل ہوگی۔ لیکن صابئین کا یہ گروہ نہ تو موجودہ صابئین ہیں۔ اور نہ وہ ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ یہ گروہ گویا ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے بھی دلاء کا اظہار کیا۔ جو نہ تو حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور نہ آنحضرتؐ کی شریعت پر عمل ہی کیا، تاہم آپؐ کی نبوت کی شہادت ضرور دی۔ اس کے خیال میں اتنا بھر ایمان ان کو مومن ٹھہرانے کے لیے کافی ہے۔

الاباضیہ میں سے کچھ لوگوں نے تو اس کے بارہ میں توقف سے کام لیا۔ کچھ حضرات نے اظہار برأت کیا۔ لیکن اکثریت انھی لوگوں کی ہے جنھوں نے اظہار برأت کیا۔

۳۔ الاباضیہ کا تیسرا فرقہ حارث الاباضی کے پیروکاروں پر مشتمل ہے۔

انھوں نے مسئلہ قدر میں وہی موقف اختیار کیا جو معتزلہ نے اختیار کیا۔ اسی طرح گویا انھوں نے تمام اباضی فرقوں سے الگ راہ اختیار کی ہے۔

ان کی رائے یہ ہے کہ استطاعت فعل سے پہلے ہے۔

جمہور اباضیہ تحکیم کا مطالبہ کرنے والے سب لوگوں سے ولاء کے قائل ہیں۔ سوا ان اشخاص کے جو خروج کا ارتکاب کرے۔ ان کا یہ گمان ہے کہ ان کے مخالفین اہل قبلہ کافر ہیں، مشرک نہیں۔ ان سے نکاح و میراث کے تعلقات استوار کیے جاسکتے ہیں۔ اور

اگر جنگ چھڑ جائے تو ان کے اسلحہ، مال ڈھور بطور غنیمت کے قبضہ کر لینا جائز ہے۔ اس کے علاوہ اور چیزیں حرام ہیں۔ چوری چھپے قتل کر دینا، یا قیدی بنا لینا جائز نہیں۔ اور یہ کہ کوئی شخص دار البقیہ میں شرک کی دعوت دے اور خود اس کو اختیار کرے۔

ان کی یہ رائے بھی ہے کہ وہ علاقہ مخالفین کے قبضہ میں ہے دار التوحید ہی کہلائے گا بجز اس علاقہ کے کہ جہاں عسکر سلطانی اقامت گزیں ہو کیونکہ وہ دار الکفر ہے۔

ان سے یہ عقیدہ بھی مروی ہے کہ ان کے مخالفین ان کے سگے بندوں کے خلاف شہادت دے سکتے ہیں۔ ان کے نقطۂ نظر سے خروج کی صورت میں استعراض حرام ہے۔ اور مخالفین کا اس وقت تک خون بھی ناجائز ہے جب تک کہ ان کو دعوت نہ دے دی جائے۔ اور وہ انکار نہ کر دیں۔

عام خوارج نے ان کے عقائد سے اظہار برأت کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر ہر اطاعت پر ایمان و دین کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور مرتکب کبیرہ موحد ہے لیکن مومن نہیں۔

ان میں کا چوتھا فرقہ "ابی الہذیل" کے تصور کے مطابق ایسی اطاعت کو بھی درخور اعتنا سمجھنے کا قائل ہے جس کے نیچے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ کارفرما نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان فعلوں میں بھی اللہ کا مطیع کہلا سکتا ہے جب کہ وہ اس کے کسی حکم کو عملی جامہ پہنا دے چاہے اس سے مقصود رضائے الٰہی نہ ہو۔ یا چاہے سرے سے معین ارادہ ہی اس کا محرک نہ ہو۔

پھر ان میں نفاق کے بارہ میں تین فرقے پیدا ہو گئے۔

ان میں کا پہلا فرقہ یہ کہتا ہے کہ 'نفاق' کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرک کے مترادف نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ھولاء و لا الیٰ ھولاء۔

۲۔ دوسرا فرقہ ہر نفاق کو شرک گردانتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک نفاق توحید کے مناقض ہے۔

۳۔ تیسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ہم لفظ نفاق کو اس کے حقیقی استعمال سے ہٹانے کے قائل نہیں۔ یہ ایک گروہ کا مخصوص نام ہے جس کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی مغبن ذہینیت کے مطابق اس دور میں موسوم ٹھہرایا۔ لہذا ان کے سوا دوسرے لوگوں پر ہم اس کا اطلاق نہیں کر سکتے۔

ان کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص پانچ درہم یا اس سے زیادہ مالیت کی کوئی چیز چرائے گا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ خوارج میں سے وہ لوگ جو منافقین کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور مشرک نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ آں حضرتؐ کے زمانہ کے منافقین ایسے موحدین کے حکم میں ہیں جنھوں نے توحید کے ساتھ کبائر کا ارتکاب کیا۔

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام عام ہیں۔ خاص نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر دونوں کو یکساں ان پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے۔

ان میں سے ایک فرقہ کا کہنا ہے کہ خلق اللہ پر توحید کا ماننا یا قائل ہونا اس وقت تک ضروری نہیں جب تک اس کی بذریعہ وحی اطلاع اور خبر نہ ہو۔ یا اشارہ و کنائے سے بتایا نہ جائے۔

ان میں سے بعض کی یہ رائے ہے کہ اللہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے بندوں کو توحید معرفت کی تکلیف سے بے نیاز کر دے۔ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں۔

ان میں بعض کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دین اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کر لی۔ تو اس پر تمام احکام و شرائع کا ماننا ضروری ہو گیا۔ چاہے وہ ان سے واقف ہو چاہے ناواقف ہو۔

بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس وقت تک مبعوث نہیں فرماتا جب تک اس کے

حق میں دلیل نہ مہیا کردے۔ اس سلسلہ میں کم ازکم ایک دلیل کا ہونا ازبس ضروری ہے۔

بعض اس کے برعکس یہ رائے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی دلیل کے مہیا کیئے بھی رسول بھیج سکتا ہے۔

ان میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب کسی شخص کو بذریعہ خبر معلوم ہو کہ شراب کو حرام قرار دیدیا گیا، یا تحویل قبلہ کا واقعہ ظہور پذیر ہوگیا۔ تو اس پر لازم ہے کہ خبر دینے والے کے بارہ میں بذریعہ خبر معلوم کرے کہ وہ مومن ہے یا کافر۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ خود یہ تحقیق و تفحص خبر پر مبنی ہو۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر ایک شخص نے زبان سے تو یہ کہا کہ "خدا ایک ہے" مگر دل میں یہ سمجھا کہ ایک خدا نہیں ہے۔ تو اس صورت میں یہ قول کے اعتبار سے صادق ٹھہرے گا۔ اور دلی رائے کے اعتبار سے مشرک۔

بعض کا کہنا ہے کہ لوگوں پر نماز کے لیے چل کھڑا ہونا، یا حج کے لیے سوار ہونا واجب نہیں۔ اور نہ وہ تمام اسباب اطاعت ہی وجوب کا حکم رکھتے ہیں جن کو ایک مسلمان عبادت کے لیے استعمال کرتا ہے۔ واجب نفس نماز، اور حج کے فریضہ سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

(باقی)